7

BANAT-E-KHADEEJAT UL KUBRA

JAMADI AL AWWAL 1446

NOVEMBER 2024

- تحریک طالبان پاکستان کے میڈیا کے ایک سینئر رکن کی اہلیہ کے ساتھ خصوصی انٹرویو
- خواتین کی خوشی
- خواتین کے لیے چند احکام وآداب



فہرست مضامین

اداریہ

ویڈیو لیکس،
فحاشی پھیلانے کا نیا طریقہ

گزشتہ کئی سالوں سے سوشل میڈیا پر ٹک ٹاکرز اور یوٹیوبرز حتیٰ کی بعض سیاسی پارٹیوں سے جڑی خواتین کی ویڈیوز لیک ہو رہی ہیں اگرچہ اس میں بعض غلطی سے بھی ہوتی ہوں گی مگر سوشل میڈیا ماہرین کے مطابق یہ سب جان بوجھ کر کیا جاتا ہے تاکہ شہرت ملے اور وہاں سے انہیں گوگل پر سرچ کیا جانے لگے جس کے بعد وہ سلیبریٹی بن جائے گی اَعاذنا اللہ من ذالک اسی طرح اسے سیاسی فوائد کیلئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

تہذیب ہی باقی ہے نہ اب شرم و حیا کچھ
کس درجہ اب انسان یہ بے باک ہوا ہے

یہ چیزیں اگر مغرب کے کسی ملک میں ہوں تو یہ کہنے کی اجازت دی جاسکتی ہے کہ سوشل میڈیا کا دور ہے، سب چلتا ہے مگر پاکستان جیسے ملک میں اس طرح کے واقعات کا رونما ہونا یقینا افسوسناک اور شرمناک ہے کبھی عزت و وقار انسان کی سرخ لکیر ہوا کرتی تھی اور آج یہ کمائی اور شہرت کا ذریعہ اللہ اکبر کبیرا اس حوالے سے معروف پشتون عالم مولانا محمد امیر بجلی گھر رحمہ اللہ کا یہ قول یاد آتا ہے، کیا ہی بصیرت بھرا جملہ فرما گئے کہ :

" دس سال بعد ہماری لڑکیاں اور لڑکے دونوں مجرے کرتے دکھائی دیں گے، اپنے بند کمروں میں ناچیں گے "
ایک اور بیان میں کہتے ہیں :
" جب انگریز پاکستان سے جانے لگا تو پاکستانیوں نے انہیں کہا کہ فکر مت کرو، جو کام تم کرتے تھے اب ہم کریں گے "

ویڈیو لیک کرانے کا معاملہ فحاشی میں ایک نئی روح پھونکنے کے مترادف ہے، جو جلد ہماری نسل سے حیاء اور عزت و وقار نامی چیزوں کو ختم کرسکتا ہے ملک میں موجود مذہبی طبقہ، اہل منبر و محراب، اہل مدارس، تبلیغی حضرات اور دیگر اہل خیر حضرات اس معاملے پر آگاہی پھیلائیں، اس کی مذمت کریں اور حتی الوسع کوشش کریں کہ ملک کے نوجوان طبقے کو ان چیزوں سے دور رکھا جائے۔

ہم بھی ایسی بنیں!

نسیبہ ام حفص قسط ۲

اسلام قبول کرنے کے بعد ان نازک جانوں پر کیا بیتی؟ یہ دل ہلا دینے والی ایک درد بھری کہانی ہے اور پھر کس طرح وہ اپنے اسلام پر ثابت قدم رہیں۔ یہ سب ہمارے ایمان کو تازہ کرنے والے واقعات ہیں اور آج جب کہ چاروں طرف سے اسلام اور مسلمانوں پر حملے ہو رہے ہیں یہ ایک بہترین نمونہ ہے کہ جو زبان حال سے کہتے ہیں کہ اگر ان حالات میں گھر جاؤ تو ایسے بنو یا ایسی بنیں۔

حضرت سمیہ رضہ اللہ عنہا :

سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا مکہ کے سب سے ضدی رئیس زادے کے گھر کی لونڈی تھی۔ مکہ کے رئیس بڑے بڑوں کو مسلمان ہونے پر ان کو ستانے سے نہ چوکتے ہیں کجا یہ کہ ان کے گھر کی لونڈی مسلمان ہو جائے۔ یہ کیسے برداشت کر سکتے تھے پھر یہ کہ ابو جہل کا فر اسی خاندان کا فرد تھا۔ اس نے جب سنا تو آگ بگولہ ہو گیا۔ اس کے دوستوں نے کہا کہ مزہ تب ہے کہ جب تم اس کو واپس اپنے دھرم میں لے آؤ چنانچہ ابو جہل یہی دعوی کر کے چلا، یار دوست ساتھ تھے، اب سمیہ رضی اللہ عنہا کو طرح طرح کی تکالیف اور دکھ پہنچائے جانے لگے۔ ان کو ستاتے وقت پورا گروہ ساتھ ہوتا، وہ جتنا ابو جہل پر ہنستا اور اس پر ابو جہل اور جھنجلاتا آخر ایک دن اس نے سخت عذاب میں مبتلاء کر دیا۔ مکہ کی تپتی ریت پر دوپہر میں زرہ پہنا کر حضرت سمیہ رضی اللہ عنہ کو دھوپ میں کھڑا کر دیا۔ اس پر بھی وہ اسلام سے نہ پھری تو اسی ریت پر لٹا دیا وہ پھر بھی اسلام پر ثابت قدم رہیں تو ابو جہل نے جھنجلا کر برچھی پھینک ماری جو سیدھی جا کر حضرت سمیہ رضی اللہ عنہ کے زیر ناف لگی اور وہ شہید ہو گئیں۔

یہ شہادت کی نعمت ایک عورت ہی کے حصے میں آئی کہ سب سے پہلے ایک خاتون (حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ) مسلمان ہوئیں اور سب سے پہلے ایک خاتون (حضرت سمیہ رضی اللہ عنہ) کو شہادت کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا :

کون فاطمہ؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن فاطمہ۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام دشمنی میں کسی سے کم نہ تھے، پھر مکہ کے بڑے رئیسوں میں سے تھے۔ انہیں جب معلوم ہوا کہ ان کی بہن (حضرت فاطمہ) اور بہنوئی مسلمان ہو گئے ہیں تو بس پھر کیا تھا، غصے میں بپھرے بہن اور بہنوئی کے پاس گئے دونوں کو اس قدر مارا کہ لہولہان کر دیا لیکن بہن یہی کہتی رہی کہ عمر! جو کرنا ہے کر لو، اب میں مسلمان ہو چکی ہوں، میں اسلام کی صداقت سے انکار نہیں کر سکتی۔ تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ عمر جیسا پہاڑ جب اپنی بہن فاطمہ جیسی چٹان سے ٹکرایا تو پاش پاش ہو گیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ بہن ہی کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے۔

حضرت لبینہ اور زنیرہ رضی اللہ عنہما :

لبینہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی لونڈی تھیں۔ جب یہ مسلمان ہوئیں تو حضرت عمر ان کو بہت مارتے تھے۔ اتنا مارتے کہ

تھک جاتے اور رک جاتے، تو کہتے کہ رحم کی بنا پر میں نے ہاتھ نہیں روکے، بلکہ تھک گیا ہوں تھوڑا سستا لوں پھر ماروں گا۔ بالکل اسی طرح دوسری لونڈی زنیرہ کو بھی پیٹتے تھے۔ لیکن دو کمزور عورتوں میں سے کسی کو بھی اسلام سے دور نہ کر سکیں بلکہ خود ہی کچھ وقت بعد دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

اسلام کی بنیاد میں صرف نبی کریم ﷺ کے صحابہ ہی نہیں بہت ساری خواتین اسلام صحابیات نے بھی بہت قربانیاں دیں اور یہ مثالیں اسلامی تاریخ میں بھری پڑی ہیں۔

دور حاضر میں عافیہ صدیقی کی مثال ہمارے سامنے ہے، افغانستان میں جب روس آیا تو وہاں کی خواتین نے بھی بہت قربانیاں دیں۔ پھر امریکہ آگیا اس کے ساتھ جب مجاہدین نے جہاد شروع کیا تب بھی بہت خواتین نے قربانیاں دیں۔ اور یہ قربانیاں اس وقت تک جاری رہیں گی جب تک اسلام اور کفر کی جنگ دنیا میں چلتی رہے گی۔ فکر کی بات یہ ہے کہ ہم مسلمان خواتین نے یہ سوچنا ہے کہ ہم اعلائے کلمۃ اللہ کی اس جدوجہد میں اپنا کردار کیسے نبھا سکتی ہیں؟۔

اپنے شوہر کو جہاد میں بھیج کر...

اپنے بیٹے کو جہاد میں بھیج کر...

اپنے بھائی کو جہاد میں بھیج کر...

یا اپنا مال خرچ کر کے...

یا زخمیوں کی مرہم پٹی کر کے...

یا اپنی بڑھتی ہوئی نسل کو وہ فکر و منہج سمجھاتے ہوئے اپنی اولاد کی نشو و نما کرنا یہ بھی اسلام کی خدمتوں میں سے ایک خدمت ہے۔

باقی اگلی قسط میں ہم بہت سی ایسی صحابیات کی کہانی پڑھیں گے جن کی قربانیوں سے دین کو تقویت پہنچی۔ ان شاء اللہ۔

جاری ہے...

سعودی عرب میں بت پرستی اور فحاشی کی واپسی

بنت طاہر ایوبی

چند روز قبل سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض میں ایک فیشن شو کا انعقاد کروایا گیا۔ جس میں عرب اور غیر ملکی نام نہاد فنکار یعنی فاحشاؤں نے فن کا خوب مظاہرہ کیا اس شو میں معروف امریکی فاحشہ گلوکارہ جینیفر لوپیز کو بھی بلایا گیا افسوس صد افسوس کہ اس شو میں روشنیوں سے خانہ کعبہ کا نقش بنایا گیا اور اس کے پاس بت رکھے گئے تھے

اس سے قبل ایک پاکستانی گلوکار بھی سعودی عرب میں اس نوعیت کے ایک پروگرام میں حصہ لے چکا ہے اس حوالے سے خبر ملاحظہ ہو:

"بین الاقوامی شہرت یافتہ اداکار اور گلوکار علی ظفر نے سعودی عرب میں سب سے بڑا کنسرٹ کر کے تاریخ رقم کردی۔ دارالحکومت ریاض میں علی ظفر کے کنسرٹ میں 1 لاکھ سے زائد افراد نے شرکت کی۔ علی ظفر نے وزارت اطلاعات و ثقافت سعودی عرب کی دعوت پر السویدی پارک میں جاری ریاض سیزن میں پرفارم کیا۔ اس موقع پر علی ظفر نے کہا کہ کنسرٹ میں شرکت کرنے پر لوگوں کا بے حد مشکور ہوں، یہاں میں عوام کی محبت دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی۔ علی ظفر کا کنسرٹ ریاض سیزن میں اب تک کا سب سے بڑا کنسرٹ بن گیا، انہوں نے اپنے مشہور گیت پیش کر کے محفل لوٹ لی" (بحوالہ ڈیلی پاکستان)

اس کے علاوہ بھارتی و کینیڈین اداکار و رقاص نے بھی اسی غرض سے ریاض کا دورہ کیا تھا:

"سعودی عرب جسے ایک قدامت پسند ملک تصور کیا جاتا ہے اب تیزی سے تبدیل ہو رہا ہے اور اس کی واضح مثال وہاں حال ہی میں ہونے والے بالی وڈ سٹار سلمان خان اور بین الاقوامی معروف گلوکار جسٹن بیبیر کے کنسرٹ ہیں۔

بالی وڈ سٹار سلمان خان سعودی ولی عہد محمد بن سلمان کی دعوت پر سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض میں پرفارم کرنے پہنچے تھے۔ ان کے اس ٹور کو 'دبنگ ٹور' کا نام دیا گیا ہے۔

سلمان خان کے علاوہ ان کے ساتھ بالی وڈ فلمسٹار شلپا شیٹھی، جیکولین فرنینڈس اور دیگر ساتھی فنکار جلوہ گر ہوئے۔

سعودی حکومت نے پہلی مرتبہ اس بڑے پیمانے پر بالی وڈ ایونٹ کا انعقاد 'روشن خیال' سعودی عرب کے تحت کیا تھا۔"

(خبر: بی بی سی اردو)

صرف یہی نہیں بلکہ سعودیہ عرب نے معروف فٹبالر کرسٹیانو رونالڈو کو ان کی گرل فرینڈ کے ساتھ سعودی عرب میں رہنے بھی دیا تھا، جس پر سعودی قانون کے ماہرین اور اسلامی سکالرز نے اعتراض کیا تھا اور یہ خود سعودی قانون کے بھی خلاف تھا، مگر ایک طرف پیسہ اور دوسری طرف دنیا کے ساتھ جاہلانہ مقابلہ تھا، جواب سعودیہ میں کوئی بڑی بات نہیں رہی

صرف فحاشی و عریانی ہی نہیں بلکہ سعودیہ عرب میں بت پرستی کا رواج بھی چل پڑا اور وہاں جگہ جگہ شہنشاہوں اور دیگر تاریخی افراد کے پتلے رکھنے کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون یہ سرزمین کبھی ابراہیم خلیل اللہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بستیاں ہوا کرتی تھیں یقیناً مجھے ذاتی طور پر اور ہر مسلمان کو اس سے شدید صدمہ پہنچا ہوگا

عالمی سطح پر بخصوص پاکستان کے جامعہ دارالعلوم کراچی، ہندوستان کے دارالعلوم دیوبند، مصر کے جامعہ ازہر، مدینہ کی مدینہ یونیورسٹی اور افریقہ و انڈونیشیا سمیت تمام مسلم ممالک کے مدارس و جامعات کے علماء کرام کو اس سلسلے میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیئے یہ حضرات ازحد کوشش کریں کہ مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ میں سعودی علمائے کرام کے ساتھ ایک مجلس قائم کی جائے اور اس میں اس حوالے سے بیداری پر کام کیا جائے، تاکہ سعودی علماء میں بولنے کی ہمت پیدا ہو، حکومت کو مجبور کریں کہ ایسے اقدامات کو روک دیا جائے، اگر باتوں سے نہیں ہوتا تو قربانی دیکر امت کو اس عظیم فتنے سے بچایا جائے۔

خواتین کے لیے چند احکام و آداب



مولانا مبین الرحمن

اپنی حیا اور عِفّت کی حفاظت پر عظیم انعام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جب عورت پنج وقتہ نماز ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی حیا اور عِفّت کی حفاظت کرے اور (جائز کاموں میں) اپنے شوہر کی اطاعت کرے؛ تو وہ جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہوجائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

"إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا، وَصَامَتْ شَهْرَهَا، وَحَصَّنَتْ فَرْجَهَا، وَأَطَاعَتْ بَعْلَهَا: دَخَلَتْ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ."

(صحیح ابن حبان، رقم الحدیث:۴۱۶۳)

پردہ عورت کے لیے انعامِ خداوندی

اللہ تعالیٰ نے عورت کو پردہ کرنے کا حکم دیا ہے جو کہ عورت کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا انعام ہے، اسی پردے میں عورت کی عزت ہے، یہی عورت کی حیا کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔ جو عورت پردہ کرتی ہے، اللہ تعالیٰ اس کو دنیا اور آخرت کی بے شمار نعمتیں عطا کرتا ہے، جن میں سے سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ ایسی عورت سے راضی ہوجاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک مسلمان عورت کے لیے اس سے بڑھ کر نعمت اور خوشی اور کیا ہوسکتی ہے کہ اللہ اس سے راضی ہوجائے۔

عورت سراپا پردہ ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

"اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ، فَإِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ." (سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۱۱۷۳)

ترجمہ: "حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: عورت سراپا پردہ ہے، جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اس کو جھانکتا ہے۔"

یعنی شیطان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کو اس بات پر اُبھارے کہ وہ اس عورت کو دیکھ کر بدنظری اور دیگر گناہوں میں مبتلا ہوں۔

عورت کے لیے افضل جگہ

اللہ تعالیٰ کو عورت کا پردے میں رہنا اتنا پسند ہے کہ عورت جتنا پردے میں رہتی ہے اور جتنا زیادہ اپنے آپ کو نامحرم مردوں سے چھپاتی ہے تو اتنا ہی اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے، حتیٰ کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: عورت تو پردے کی چیز ہے، جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کی طرف جھانکتا ہے۔ اور عورت اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتی ہے، جب وہ اپنے گھر کے کسی کونے اور پوشیدہ جگہ میں ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ، فَإِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ، وَأَقْرَبُ مَا تَكُوْنُ مِنْ رَبِّهَا إِذَا هِيَ فِيْ قَعْرِ بَيْتِهَا."

(صحیح ابن حبان، رقم الحدیث: ۵۵۹۹)

عورت کے لیے نماز پڑھنے کی افضل جگہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: عورت کے لیے صحن میں نماز پڑھنے سے زیادہ افضل یہ ہے کہ وہ کمرے میں نماز پڑھے، اور کمرے میں بھی زیادہ افضل یہ ہے کہ وہ کسی کونے (اور پوشیدہ جگہ) میں نماز ادا کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"صَلَاةُ الْمَرْأَةِ فِيْ بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِيْ حُجْرَتِهَا، وَصَلَاتُهَا فِيْ مَخْدَعِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِيْ بَيْتِهَا."

(سنن ابی داود، رقم الحدیث: ۵۷۰)

سبحان اللہ! نماز جیسی اہم عبادت میں بھی پردے کا خوب اہتمام کرنے کی فضیلت اس حدیث مبارک سے واضح ہوجاتی ہے۔

مرد اور عورت کی نماز میں فرق کی وجہ

شریعت نے عورت اور مرد کے مابین نماز کے معاملے میں بھی واضح فرق رکھا ہے، جس کی وجہ سے متعدد مقامات میں عورت کی نماز مرد کی نماز سے مختلف ہے۔ مرد اور عورت کی نماز میں فرق کی وجہ بھی یہی ہے کہ عورت نام ہی حیا اور پردے کا ہے، اس لیے عورت کے لیے نماز میں وہی طریقہ اختیار کیا گیا ہے جو عورت کے لیے زیادہ ستر اور پردے کا باعث ہو، جیسا کہ امام محدث بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وَجُمَاعُ مَا يُفَارِقُ الْمَرْأَةُ فِيْهِ الرَّجُلُ مِنْ أَحْكَامِ الصَّلَاةِ رَاجِعٌ إِلَى السَّتْرِ، وَہُوَ أَنَّہَا مَأْمُوْرَةٌ بِكُلِّ مَا كَانَ أَسْتَرَ لَہَا۔" (السنن الکبری للبیہقی، باب ما یستحب للمرأۃ من ترک التجافی فی الرکوع والسجود)

ترجمہ: "مرد اور عورت کی نماز میں باہمی فرق کے تمام تر مسائل کی بنیاد ستر اور پردہ ہے، چنانچہ عورت کو نماز میں اسی طریقے کا حکم دیا گیا ہے جو عورت کے لیے زیادہ ستر اور پردے کا باعث ہو۔"

دنیا میں نازیبا لباس پہننے پر شدید وعید

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: دو جہنمی گروہ ایسے ہیں جن کو میں نے اب تک نہیں دیکھا: ایک تو وہ لوگ جن کے پاس گائے کی دُم کی طرح کوڑے ہوں گے جن کے ذریعے وہ لوگوں کو ماریں گے۔ دوسری وہ عورتیں جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی، (نا محرم مردوں کو) اپنی طرف مائل کرنے والی ہوں گی اور خود بھی (اُن کی طرف) مائل ہوں گی، ان کے سر بُختی اونٹوں کے جھکے ہوئے کوہانوں کی طرح ہوں گے، ایسی عورتیں جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو سونگھیں گی، حالاں کہ جنت کی خوشبو تو اتنی اتنی دور سے سونگھی جاتی ہے، جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے:

"صِنْفَانِ مِنْ أَہْلِ النَّارِ لَمْ أَرَہُمَا: قَوْمٌ مَعَہُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِہَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيْلَاتٌ مَائِلَاتٌ، رُؤُسُہُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيْحَہَا۔۔۔"

(صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۵۷۰۴)

لباس پہننے کے باوجود ننگی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یا تو لباس اس قدر چھوٹا ہوگا کہ اس میں ستر نہ چھپ سکے گا، یا اس قدر چست ہوگا کہ جس سے جسم کی ہیئت ظاہر ہوگی، یا اس قدر باریک ہوگا کہ جس سے جسم نمایاں ہوتا ہوگا۔

مردوں کی مشابہت اختیار کرنے پر لعنت کی وعید

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت پر لعنت فرمائی ہے جو مرد جیسا لباس پہنتی ہے، حدیث شریف میں ہے:

"لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ۔"

(سنن ابی داود، رقم الحدیث: ۴۱۰۰)

عورت کے لیے گھر سے باہر نکلنے میں شرعی احکام کی پاسداری اس ساری تفصیل سے معلوم ہوا کہ پردہ عورت کے لیے نہایت ہی اہم ہے اور اس کے لیے گھر میں رہنا ہی اصل حکم ہے، اسی میں اللہ کی رضا ہے۔ البتہ شریعت نے شدید مجبوری میں عورت کو گھر سے نکلنے کی اجازت دی ہے، لیکن یہ اجازت بھی چند شرائط کے ساتھ ہے۔ ان شرائط کی رعایت کرتے ہوئے عوت باہر نکل سکتی ہے۔

ذیل میں عورت کے لیے راہ چلنے کے آداب واحکام بیان کیے جاتے ہیں:

خواتین کے لیے راہ چلنے کے آداب واحکام

راہ چلتے ہوئے نظر کی حفاظت

راہ چلتے ہوئے جس طرح مرد حضرات کے لیے غیر محرم عورتوں سے نگاہ کی حفاظت ضروری ہے، اسی طرح یہ حکم عورتوں کے لیے بھی ہے، کیوں کہ بدنگاہی سنگین گناہ ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں عورتوں کو بھی نگاہوں کی حفاظت کا حکم فرمایا ہے:

"وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِہِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَہُنَّ۔" (سورۃ النور: ۱۳)

ترجمہ: "اور مؤمن عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی

رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔"

نظروں کی حفاظت راستے کے حقوق میں سے ہے

راستہ کا ایک حق یہ بھی ہے کہ غیر محرم سے نظروں کی حفاظت کی جائے۔ یہ حکم جس طرح مردوں کے لیے ہے، اسی طرح خواتین کے لیے بھی ہے کہ وہ راہ چلتے ہوئے غیر مردوں سے اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے:

"۔۔۔ فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوْا الطَّرِيْقَ حَقَّهٗ، قَالُوْا: وَمَا حَقُّهٗ؟ قَالَ: غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْأَذٰى۔۔۔"

(صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۵۶۸۵)

خوشبو لگا کر نامحرم مردوں کے پاس سے گزرنے پر وعید

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ہر (بدنظری کرنے والی) آنکھ زناکار ہے، اور جب کوئی عورت خوشبو لگا کر لوگوں کے پاس سے گزرے تو ایسی عورت زناکار ہے، جیسا کہ سنن الترمذی میں ہے:

"عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ، وَالْمَرْأَةُ إِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا يَعْنِيْ زَانِيَةً۔"

(سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۲۷۸۶)

خواتین کے لیے راستے کی کسی ایک جانب چلنے کا حکم

خواتین کے لیے راستے کے درمیان میں چلنے کی اجازت نہیں، بلکہ احادیث کی رو سے ان کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ راستے کے دائیں یا بائیں کسی ایک جانب ہو کر چلیں، اس طرح کسی ایک طرف چلنے کے متعدد فوائد ہیں کہ اس سے راستے کے درمیان والا حصہ مردوں کے لیے خاص ہو جاتا ہے، جس کے نتیجے میں عورتوں کا مردوں کے ساتھ اختلاط بھی نہیں ہوتا، آمنا سامنا بھی نہیں ہوتا، شعب الایمان میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"لَيْسَ لِلنِّسَاءِ سَرَاةُ الطَّرِيْقِ يَعْنِيْ وَسَطَ الطَّرِيْقِ۔"

(شعب الایمان، رقم الحدیث: ۷۴۳۶)

ترجمہ: "عورتوں کے لیے راستے کے درمیان میں چلنے کا حق نہیں۔"

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے باہر کھڑے تھے کہ راستے میں مردوں اور عورتوں کا اختلاط ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے فرمایا کہ: پیچھے ہٹو، تمہیں راستے کے درمیان میں چلنے کا حق نہیں، بلکہ تم پر لازم ہے کہ راستے کے ایک طرف ہو کر چلو۔ چنانچہ اس ارشاد کے نتیجے میں عورت راستے کے ایک طرف اس قدر دیوار سے لگ کر چلتی کہ دیوار میں اس کے کپڑے وغیرہ اٹک جاتے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مردوں اور عورتوں کا باہمی اختلاط اور رش کا ہونا ممنوع ہے، اس لیے عورتوں کو راستے میں اس طرح چلنا چاہیے کہ ان کا مردوں کے ساتھ اختلاط نہ آئے۔

راہ چلتے ہوئے خاموشی اختیار کریں

ایک باحیا مسلمان خاتون کی حیا کا تقاضا یہ ہے کہ وہ راہ چلتے ہوئے خاموش رہے، تاکہ ان کی باتوں کی وجہ سے مرد اُن کی طرف متوجہ نہ ہوں اور یہ مردوں کے لیے فتنے کا باعث نہ بنے۔ آج کل نہایت ہی افسوس سے کہنا پڑتا ہے مسلمان خواتین راہ چلتے ہوئے باتیں کیے جاتی ہیں، گپ شپ لگاتی ہیں، یقیناً ان بے حیائی کی حرکتوں کی وجہ سے متعدد فتنے وجود میں آئے ہیں۔ کیا ان مسلمان خواتین سے اتنا بھی نہیں ہوتا کہ وہ یہ باتیں گھر جا کر کر لیا کریں؟

ان تمام احادیثِ مبارکہ اور تفصیلات سے یہ بات اچھی طرح معلوم ہو جاتی ہے کہ اللہ کے نزدیک عورت کے لیے پردہ کرنا کس قدر پسندیدہ اور اہم ہے۔ اس لیے تقاضا یہ ہے کہ جب عورت کسی ضرورت کے لیے گھر سے نکلے تو اس کو چاہیے کہ ایک تو مکمل پردے کے ساتھ باہر نکلے۔ دوسرا یہ کہ باہر نکلتے وقت ایسا برقع نہ پہنے جس سے اس کا پردہ نہ ہوتا ہو، حیا کی حفاظت نہ ہوتی ہو، اور جو مردوں کو اپنی جانب متوجہ کرے، کیوں کہ جس طرح بے پردہ ہو کر نکلنا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے، اسی طرح فیشنی اور چست برقع پہن کر باہر نکلنا بھی اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔ افسوس کہ آج کل بہت سی خواتین زیب و زینت والے فیشنی اور چست برقعے پہنتی ہیں، جن سے پردے کا مقصد ہی حاصل نہیں ہوتا۔ ظاہر ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی خلاف ورزی ہے، جو کہ ایک مسلمان عورت کی شان نہیں ہو سکتی۔ ان تمام آداب و احکام پر عمل کرنے کے نتیجے میں خواتین اپنی حیا اور عزت کی حفاظت بھی کر سکتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا بھی حاصل کر سکتی ہیں۔

تحریک طالبان پاکستان کے میڈیا کے ایک سینئر رکن کی اہلیہ ڈاکٹر زہرہ سادات کے ساتھ خصوصی انٹرویو



مجلہ بنات خدیجۃ الکبریٰ : سب سے پہلے مجلہ قارئین کے سامنے اپنا مناسب تعارف کروائیں

ڈاکٹر زہرہ سادات : میرا نام ڈاکٹر زہرہ سادات ہے اور میں پیشے کے لحاظ سے لیڈی ڈاکٹر ہوں اور تقریبا ۷ سال سے ہجرت میں شعبہ طب میں خدمت انجام دے رہی ہوں۔

مجلہ بنات خدیجۃ الکبریٰ : آپ ایک تعلیم یافتہ خاتون ہونے کے باوجود اس صف میں ہیں، اگر شہری خواتین جو ان چیزوں کو اچھا نہیں سمجھتیں آپ سے سوال کریں تو آپ کا کیا جواب ہوگا؟

ڈاکٹر زہرہ سادات : تعلیم اگر صحیح معنوں میں حاصل کی جائے اور اسے صرف پیسہ کمانے کا ذریعہ نہ بنایا جائے اور نہ ہی یہ سوچ کر تعلیم حاصل کی جائے کہ بس آگے جا کر پیسہ کمانا ہے، تو میرے خیال تعلیم انسان کو شعور دیتی ہے، اچھے برے کی تمیز سکھاتی ہے، ظالم اور مظلوم کے درمیان فرق واضح کرنے میں آسانی مہیا کرتی ہے، تو ایک ان پڑھ کی نسبت ایک تعلیم یافتہ انسان کو زیادہ پتہ ہوتا ہے کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر؟ اور اسی بنیاد پر انسان اپنی صف کا تعین کرتا ہے اور اپنی سمت درست کرتا ہے اور بحیثیت ایک مسلمان کے دو ہی صفیں ہیں، حق اور باطل رہی بات شہری خواتین کی کہ وہ اس صف سے تعلق رکھنے والی خواتین کو اچھا نہیں سمجھتیں تو اس بارے میں میرا خیال ہے کہ ساری شہری خواتین ایسا نہیں سوچتیں البتہ بعض مادہ پرست یہ سمجھتی ہیں کہ اس صف میں ایک تعلیم یافتہ عورت کی صلاحتیں ضائع ہو جاتی ہیں، کیونکہ وہ مادیت پرستی کی کسوٹی پر سب کو پرکھ رہی ہوتی ہیں، جبکہ ایسا ہر گز نہیں ہے، بلکہ اس صف میں انسان کی صلاحیتیں اور بھی ابھر کر سامنے آتیں ہیں اور اگر آپ میں خدمت کا جذبہ ہے تو اللہ پاک آپ پر اس علم کے نئے نئے راستے کھولتے ہیں، کیونکہ آپ کام صرف انسانیت اور اسلام کی خاطر خالص ہو کر کر رہے ہوتے ہیں۔

اگرچہ یہاں پڑھی لکھی ڈاکٹرز اور ٹیچرز کی ضرورت بھی زیادہ ہے، بے شک وسائل کی کمی ہوتی ہے، لیکن اللہ پہ توکل اور یہ اس صف کی حقانیت ہے کہ بہت محدود وسائل میں بھی کسی بڑی پریشانی کا سامنا نہیں ہوا۔

البتہ وہ آسائشیں اور لگژری لائف، یہ اس صف والوں کی ترجیحات نہیں ہیں اور اس صف میں دنیا کو آخرت پہ قربان کرنا

پڑتا ہے، تب ہی انسان رب کے حضور سرخرو ٹھہرتا ہے، جو کہ مادہ پرست لوگ نہیں سمجھ پاتے۔

مجلہ بنات خدیجۃ الکبریٰ : بطور ایک ڈاکٹر اس معاشرے میں رہنا آسان ہے یا مشکل؟

ڈاکٹر زہرہ سادات : اس بارے میں، میں یہ کہنا چاہوں گی کہ انسان جب اسلام کو صحیح معنوں میں فالو کرے اور اس پر عمل کرے تو ایسی کوئی بات نہیں، جو انسان کو پریشان کرے، یہ مسائل انسانوں کے اپنے پیدا کردہ ہیں اور بحیثیت ایک مسلمان عورت کے ہمیں اسلام کے کسی حکم سے کوئی مسئلہ نہیں ہونا چاہیئے اور ہمارا معاشرہ اسلام کے قوانین اور احکامات کے بہت قریب ہے، تو الحمدللہ میرے لیئے کوئی خاص مسائل پیدا نہیں ہوئے،

البتہ یہ صف حق والوں کی صف ہے اور حق والوں پر مشکلات آتی ہیں آزمائشیں آتی ہیں تو کچھ مسائل یا مشکلات آ بھی جائیں تو اللہ پاک آسانیاں بھی پیدا فرما دیتے ہیں، لیکن دنیا میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہے جس کو کسی پریشانی کا سامنا نہ ہو، کچھ لوگوں کی پریشانیاں، اللہ کے دین کی خاطر ہوتیں ہیں اور کچھ لوگوں کی دنیا کی خاطر

مجلہ بنات خدیجۃ الکبریٰ : کیا اس صف میں موجود دیگر مجاہدین کی شریک حیات یا بہنیں وغیرہ بھی ڈاکٹر ہیں؟

ڈاکٹر زہرہ سادات : جی الحمدللہ، اور بھی اس صف میں بہنیں ہیں جو اس مبارک جہاد میں اپنی گراں قدر خدمات سرانجام دے رہی ہیں، اللہ ان کی خدمات کو قبول فرمائے آمین

مجلہ بنات خدیجۃ الکبریٰ : آپ اس صف میں موجود خواتین کی دنیوی تعلیم کی کمی کو کس زاویے سے دیکھتی ہیں؟

ڈاکٹر زہرہ سادات : میرے خیال میں اس موضوع پر کام کی ضرورت ہے اور دنیاوی تعلیم ضروری ہے لیکن مکمل شرعی پردے کے ماحول میں ہو، تعلیم ہوگی تو اس صف کی عورتیں اپنے بچوں کی بہترین تربیت اور پرورش کر سکیں گی اور دنیا کے حالات کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت اس میں پیدا کر سکیں گی، جو بغیر دنیاوی تعلیم کے تقریبا ناممکن ہے، تو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم بھی بہت ضروری ہے۔

مجلہ بنات خدیجۃ الکبریٰ : خاص طور پر اس صف میں خواتین کی تعلیم کو آپ کتنا ضروری سمجھتی ہیں؟

ڈاکٹر زہرہ سادات : اس حوالے سے میں ایک بات واضح کر دوں کہ مجاہد بیعورتوں کی تعلیم کے بالکل بھی مخالف نہیں، بلکہ مکمل شرعی پردے میں رہ کر عورتوں کی ان شعبوں کی تعلیم کو ضروری سمجھتے ہیں، جن میں ان کی ضرورت ہو، جن میں تعلیم و تربیت اور طب کا شعبہ سرفہرست ہے، البتہ تعلیم کے نام پر مخلوط تعلیمی نظام کی بات کرنا اور پھر اس کی آڑ میں فحاشی و عریانی کے ماحول کو آسان بنانا، اس چیز کے مجاہدین بہرحال سخت مخالف ہیں۔

انہی قباحتوں کی وجہ سے معاشرے ٹوٹتے ہیں، خاندانی نظام تباہ و برباد ہوتا ہے، طلاقوں کا ریشو بڑھتا ہے اور بچیاں بجائے پڑھنے اور اپنے اندر صلاحیت پیدا کرنے کے اسی مخلوط نظام میں جاری منفی رجحانات کا شکار ہوجاتی ہیں، جس کے باعث ان میں شرم و عار اور خوف خدا ختم ہو جاتا ہے اور نتیجے میں انسان نما ایک ایسی مشین ان اداروں سے نکلتی ہے، جس میں انسانیت کی خدمت کے جذبے کی بجائے زیادہ پیسہ بنانے کی ہوس سوار ہوتی ہے، جس کیلئے وہ جائز و ناجائز کی قید سے آزاد ہو جاتی ہیں اور پھر معاشرے کو دو دھاری تلوار کی طرف کاٹنا شروع کرتی ہیں اور اسی مائنڈ سیٹ کی وجہ سے معاشرہ مزید تباہی کی طرف جانا شروع کر دیتا ہے۔

مجلہ بنات خدیجۃ الکبریٰ : ایک ڈاکٹر اور پھر دنیوی سہولیات اور شہر سے دور زندگی، کیا یہ آسان ہے؟

ڈاکٹر زہرہ سادات : اول بات تو یہ کہ یہ راستہ ہی صعوبتوں سے بھرا ہوا ہے، لیکن اگر انسان اللہ کی ذات پہ توکل کر کے اس راہ میں آئے اور مضبوط قوت ارادی سے آئے تو اتنی مشکلات کا سامنا نہیں کرنا پڑتا، لیکن اگر آپ یہ سوچ کر آئیں کہ میں اللہ کی راہ میں نکلوں اور میری نیند میں بھی خلل نہ آئے اور میری زندگی کی دوسری آسائشیں اسی طرح رہیں، اور وہیں سہولیات جو کہ عام حالات میں مجھے حاصل تھیں، وہ برقرار رہیں تو ایسا تو ممکن نہیں ہے، کیونکہ اس راہ میں آپ نے اپنے رب سے دنیا کے بدلے آخرت کی نعمتوں کا سودا کرنا ہوتا ہے اور اس صف میں مشکلات سے اللہ اپنے بندوں کو آزماتا ہے، تب

جاکر اللہ کے ہاں کامیابی ملتی ہے اور وہ اعلی مقامات و درجات کی طرف سفر شروع کر دیتا ہے، عام زندگی میں دیکھیں کہ جس کو نوکری میں جتنا جان کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے، اتنی ہی اس کی تنخواہ بھی زیادہ ہوتی ہے تو جب انسان اپنا ذہن پہلے سے ایسا تیار کرلے کہ میں نے ان سہولیات کو قربان کرنا ہے تو کئی مسائل خود بخود حل ہوجاتے ہیں البتہ وسائل کا فقدان ہوتا ہے، بہت کم وسائل میں کام چلانا پڑتا ہے، کیونکہ یہ نارمل حالات نہیں ہیں، کسی بھی وقت ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا پڑتا ہے، اچانک سے حالات خراب ہوجاتے ہیں، لیکن اللہ کا شکر ہے کہ بہت محدود وسائل میں اللہ نے کام کرنے کی توفیق دی ہے اور اللہ نے مجاہدین پر خاص کرم فرمایا ہے کہ ابھی مجاہدین کی فیملیز میں کوئی ایسی بیماریاں بھی نہیں آئیں جس سے بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہو یہ اللہ کا مجاہدین پر اور ان کے بیوی بچوں پر خاص کرم ہے کہ دنیا میں جتنی اموات دوران زچگی سہولیات والی جگہوں پر ہوتی ہیں یہاں ان محدود وسائل میں بھی یہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ الحمدللہ یہ اللہ کا خاص کرم ہے

کرونا کی مثال دیتی ہوں کہ میرے علم میں کوئی کیس ایسا نہیں آیا کہ مجاہدین یا ان کے بچوں میں اس حوالے سے اتنی زیادہ کوئی پیچیدگی پیدا ہوئی ہو کہ کوئی اس سے مر چکا ہو یا اسے علاج کیلئے بہت بھاری رقم ادا کرنی پڑی ہو الحمدللہ

مجلہ بنات خدیجۃ الکبریٰ : عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ قبائلی معاشرے میں خواتین ڈاکٹرز کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا، آپ تو ان کا علاج کرتی ہوں گی، کیا ایسا ہی ہے؟

ڈاکٹر زہرہ سادات : نہیں، ایسا بالکل بھی نہیں ہے، بلکہ بہت عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، کیونکہ قبائلی معاشرے میں پردے کا بہت ماحول ہے تو یہاں کوئی بھی مرد ڈاکٹر سے اپنی گھر کی خواتین کا علاج پسند نہیں کرتے الا یہ کہ کوئی بہت بڑا پیچیدہ مسئلہ آجائے، جس کے علاج کیلئے لیڈی ڈاکٹر دستیاب نہ ہو۔ تو قبائلی معاشرے میں لیڈی ڈاکٹرز بہت عزت کی جاتی ہے

مجلہ بنات خدیجۃ الکبریٰ : پاکستانی خواتین ڈاکٹرز کو آپ کیا پیغام دینا چاہیں گی؟

ڈاکٹر زہرہ سادات : میرا پاکستانی خواتین ڈاکٹرز کو پیغام ہے کہ آئیں، آپ کی اس صف میں بہت ضرورت ہے، یہ حق والوں کا صف ہے، اگرچہ وسائل محدود ہیں، لیکن اجر لامحدود ہے اور جو قسمت میں لکھا ہوگا وہ یہاں بھی ملے گا ان شاءاللہ جو صلاحیت اور جو علم اللہ نے آپ کو عطا فرمایا ہے، اس کو دین کی سربلندی کی خاطر استعمال کریں، کیونکہ ہر انسان سے سوال تو کیا جائے گا کہ میرے دین کی خاطر کیا کیا؟ جبکہ میرا دین اجنبی ہوچکا تھا، تو اللہ کی راہ میں قربانی مرد و عورت دونوں کو دینی پڑتی ہے، تو ایک عورت اگر میدان میں دشمن کا مقابلہ نہیں کرتی تو ان کے لئے یہ جہاد ہے کہ وہ جو صلاحیت رکھتی ہے اسے بروکار لائے چاہے ڈاکٹر ہو، ٹیچر ہو یا کسی بھی شعبے سے اس کا تعلق ہو، وہ ان مجاہدین کی مدد کرے جو بے سروسامانی کی حالت میں وقت کے فرعونوں کے ساتھ نبرد آزما ہے المیہ یہ ہے کہ ہم انقلاب بھی چاہتے ہیں اور قربانی بھی نہیں دینا چاہتے، تو میرا پیغام ہے کہ آئیں اور اس صف کو مضبوط کرنے میں اپنا کردار ادا کریں۔

مجلہ بنات خدیجۃ الکبریٰ : خواتین کی تعلیم کے حوالے سے آپ کا پاکستانی قوم کو کیا پیغام ہے؟

ڈاکٹر زہرہ سادات : تعلیم چاہے دینی ہو یا دنیاوی دونوں ہی ضروری ہے اور خاص طور پر اس دور میں تو میرے خیال میں مکمل شرعی پردے میں عورتوں کو اور بچوں کو تعلیم حاصل کرنی چاہیئے، تاکہ آگے جا کر یہ دین و ملت کی خدمت کریں، دشمن کے خلاف ٹیکنالوجی کے حصول میں مدد فراہم کریں، ان کے پروپیگنڈے کا جواب بہتر طریقے دے سکیں، تو تعلیم مرد اور عورت دونوں کے لئے ضروری ہے۔



بچوں کی پرورش سے متعلق
احتیاط اور تدابیر

مولانا محمد عاصم مخدوم

بچوں کے لیے سب سے بہتر غذا ماں کا دودھ ہے، بشرطیکہ ماں کے دودھ میں خرابی نہ ہو۔ اگر ماں کا دودھ کسی بیماری کی وجہ سے خراب ہو تو سب سے مضر ماں کا دودھ ہے۔ تندرست ماں اگر خالی پستان بھی بچے کے منہ میں دے تو بچے کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اگر یہ عادت بنالیںکہ ہر دفعہ دودھ پلانے سے پہلے ایک انگلی شہد چٹادیا کریں تو بہت مفید ہے۔ بچے کو کبھی بھی منہ کے بل نہ سونے دیا جائے، یہ بہت بری عادت ہے اور اس سے سانس رک جانے کا بھی امکان ہوتا ہے۔ اگر ماں دیکھے کہ اس کا بچہ منہ کے بل سو رہا ہے تو فوراً ہی اسے سیدھا کردے۔ بہتر ہے کہ بچے کو دائیں کروٹ سونے کا عادی بنایا جائے۔ جب بچہ سو رہا ہو تو اس بات کا خاص طور سے خیال رکھا جائے کہ اس کا منہ بستر کے کسی کپڑے سے نہ ڈھکا ہو۔ اگر ماں بچے کے منہ کو کپڑے سے ڈھکا ہوا دیکھے تو منہ پر سے فوراً کپڑا ہٹا دے، کیونکہ کپڑے سے منہ بند ہوجانے کی وجہ سے سانس کے رک جانے کا خطرہ رہتا ہے۔

کھانے پینے اور دوسری عادتوں کی طرح سونے کے آداب واطوار اور نیند میں باقاعدگی اور سلیقہ مندی کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ پانچ چھ مہینے تک بچہ عموماً بیس گھنٹے سوتا ہے، چھ ماہ اور ایک سال کی عمر کے درمیان عموماً سولہ گھنٹے سوتا ہے۔ بتدریج سونے کی مدت کم ہوتی رہتی ہے، یہاں تک کہ بچہ پانچ سال کا ہونے پر بارہ گھنٹے سوتا ہے۔

بچے کے آرام کے اوقات میں اس کے بول وبراز کے اوقات کا ضرور خیال رکھنا چاہیے۔ شیر خوار بچہ عمر کے لحاظ سے عموماً آٹھ بار سے سولہ بار تک پیشاب کرتا ہے اور دو بار سے چھ بار تک پاخانہ کرتا ہے۔ اگر بچے کو ہر ڈیڑھ گھنٹے کے بعد پیشاب کے لیے اور ہر تین یا چار گھنٹے کے بعد پاخانے کے لیے بیدار کیا جائے تو بستر بھی نہیں خراب کرے گا اور بچے کو بھرپور آرام اور سونے کا موقع بھی مل جائے گا۔ اگر ماں یا دائی اوقات کی پابندی کرے تو خود بھی تکلیف سے بچ سکتی ہے اور بچہ بھی سکون سے سوسکتا ہے۔

(از: بچوں کی تربیت کیسے کریں؟، ص: ۱۵۹)

بچہ جس وقت سے پیدا ہوتا ہے اس کا دماغ کیمرے کی سی خاصیت رکھتا ہے، جو کچھ دیکھتا ہے، سنتا ہے، وہ محفوظ کرتا رہتا ہے، اس کے سامنے دوسرے کسی بچے کو بھی زور سے ڈانٹنا نہیں چاہیے۔ جتنا تمیز سلیقے سے باتیں کرینگے اتنا ہی یہ بھی سلیقہ اور تمیز سے بات کرنا سیکھے گا۔ بچے کے سامنے کوئی بری بات، آواز نہ نکالیں، ذکر کرتی رہیں، دعائیں پڑھتی رہیں۔

جب دودھ چھڑانے کے دن نزدیک آجائیں اور بچہ کھانے لگے تو اس کا خیال رکھیں کہ کوئی سخت چیز ہرگز نہ چبانے دیں، اس سے ڈر ہے کہ دانت مشکل سے نکلیں اور ہمیشہ کے لیے دانت کم زور رہینگے۔ اسی طرح چاکلیٹ، سویٹ، گھٹیا قسم کی ٹافیوں وغیرہ کی بجائے گھر کی بنی ہوئی اچھی اور صاف ستھری چیزیں دیں۔ ایسی حالت میں نہ غذا پیٹ بھر کر کھلائیں، نہ پانی زیادہ پلائیں، اس سے معدہ ہمیشہ کے لیے کمزور ہوجاتا ہے۔ اگر ذرا بھی پیٹ پھولا دیکھیں تو غذا بند کردیں اور جس طرح ہو سکے بچے کو سلادیں، اس سے غذا جلدی ہضم ہوجاتی ہے۔ ایسی حالت میں بدہضمی سے بچانے کا خاص خیال رکھیں۔

جب مسوڑھے سخت ہوجائیں اور دانت نکلتے معلوم ہوں تو سر اور گردن پر تیل خوب ملا کریں اور کبھی کبھی شہد دو دو بوند نیم گرم کرکے کانوں میں ڈال دیا کریں کہ میل نہ جمے اور لیڈی ڈاکٹر سے پوچھ کر ایسی دوا کا استعمال کریں کہ دانت آسانی سے نکلیں، کبھی

دانتوں کے مشکل سے نکلنے کی وجہ سے بچے کے ہاتھ جسم اینٹھنے لگتے ہیں، اس وقت سر اور گردن پر تیل ملیں اور کبھی کبھی نمک اور شہد ملاکر مسوڑھوں پر ملتے رہیں، اس سے منہ نہیں آتا اور دانت بھی بہت آسانی سے نکلتے ہیں۔ جب بچے کی زبان کچھ کھل جائے تو کبھی کبھی زبان کی جڑ کو انگلی سے مل دیا کریں، اس سے بہت جلدی صاف بولنے لگتا ہے۔

(ماخوذ از خلاصہ بہشتی زیور، ص: ۲۷)

حکمت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ بری عادتوں سے بھی تن درستی خراب ہوجاتی ہے، لہٰذا بچے کی عادتیں درست رکھنے کا بہت خیال رکھیں، جتنا آپ اس ایک بچے کا خیال رکھیں گی، اس کی صحیح تربیت کریںگی تو یہ بچہ کل بڑا ہو کر جو بھی اچھا کام کرے گا اور دنیا میں اس کی وجہ سے جتنی خیر اور بھلائیاں وجود میں آئیںگی، آپ ان کا سبب بنیںگی۔ خصوصاً پانچ سال سے کم عمر بچوں کے لیے اور بچوں کی جتنی اچھی تربیت ہوجاتی ہے اتنی ہی زیادہ بچے اخلاق سے بہرہ مند اور صحت مند ہوتے ہیں۔

افغانستان، قصاص کے دوران وزیر داخلہ خلیفہ سرج الدین حقانی حفظہ اللہ کی مقتول کے ورثاء کے ساتھ

تیرہ نومبر ۲۰۲۴ کو امارت اسلامیہ افغانستان کی سپریم کورٹ نے صوبہ پکتیا کے شہر گردیز میں ایک قاتل پر قصاص کا حکم نافذ کیا طالبان سوشل میڈیا صارفین نے اس فیصلے کو نافذ کرنے سے قبل وزیر داخلہ افغانستان خلیفہ سراج الدین حقانی حفظہ اللہ کا مقتول کے ورثاء کے ساتھ گفتگو کا نچوڑ نشر کیا ہے، جس کا اردو ترجمہ درج ہے

خلیفہ صاحب نے ایک گھنٹے تک قاتل کی معافی کے لیے مقتول کے ورثاء کو مسلسل درخواستیں کیں، یہاں کہ انہیں صلح کیلئے لاکھوں افغانی (کرنسی) کی پیشکش کی، لیکن مقتول کا خاندان انکار پر مصر رہا۔

خلیفہ صاحب نے مقتول کی ماں سے کہا: اسے معاف کر دو!
ماں نے جواب دیا: میں نہیں بخشتی، میرا دل چھلنی ہے۔
خلیفہ صاحب نے کہا: میرا پورا جسم چھلنی چھلنی ہے، میں اپنے بھائیوں کے قاتلوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہو، مگر انہیں معاف کر دیا، کچھ نہیں کہتا انہیں۔
یہ سن کر مقتول کے والدین معافی پر قانع ہو گئے، مگر مقتول کا بھائی کہنے لگا: اگر بڑے شیخ صاحب (شیخ ہبۃ اللہ اخندزادہ رحمہ اللہ) بھی آجائیں تو بھی معاف نہیں کروں گا۔

یہ جملہ سن کر خلیفہ صاحب اسٹیج پر آئے اور کہنے لگے:
ہم نے تین چیزوں کے لیے جدوجہد کی ہے۔
۱: قابضین کو نکالنا
۲: ملک میں ہمہ گیر امن قائم کرنا
۳: اسلامی نظام کا نفاذ
آج اگر شریعت کے احکام نافذ ہو رہے ہیں تو یہ خوشی کی بات ہے، لیکن دوسری طرف اس قاتل کی زندگی کا خاتمہ بھی ہونا ہے۔
پھر خلیفہ صاحب گویا ہوئے: میں معافی کے لیے آیا تھا لیکن ناکام رہا۔ اپنے ساتھیوں کو دعا کے لیے ہاتھ اٹھانے کا کہا اور مجلس چھوڑ کر روانہ ہوئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں پاکستان میں بھی شریعت کی بہاریں دکھائے آمین

سلسلہ شاہین جوان

(02)

مولوی حمزہ حلیمی



میں نے اپنے رب سے وعدہ کر رکھا تھا

لمبے قد، بھوری آنکھوں اور چوڑے سینے والا یہ نوجوان فوجی یونیفارم میں کچھ زیادہ ہی دلکش معلوم ہورہا تھا، ساتھیوں سے الگ ہونے کے بعد تدریب کے تھکا دینے والے مراحل کے باوجود چہرے پر وہی دلنشین مسکراہٹ جو اس مرد مجاہد کا خاصہ تھی، جو کہ ہر وقت اس کے باوجاہت چہرے پر کھل رہی ہوتی تھی میں نے ایک دن پہلے ہی شیروں کے اس جھرمٹ سے کہہ رکھا تھا کہ میں انٹرویو لینے آؤں گا، آج جب میں شیروں کے اس مبارک کچھار میں پہنچا تو ان کو اپنے مربی اور استاد کے گرد حلقہ بنائے ہوئے پایا، میں نے اس نوجوان کو اپنے پہلے انٹرویو کیلئے چنا، ساتھیوں سے زرہ دور لے جاکر اس کی داستان عشق سننے کیلئے زمین پر چادر بچھا کر بیٹھ گئے۔

مولوی طلحہ رحمہ اللہ سے میری شناسائی تقریبا تین ہفتوں پر محیط تھی، اس تھوڑے سے عرصے میں اس کی محبت اور امت مظلومہ کیلئے دردِ دل مجھ پر ایسا اثر کر گئی کہ میں اس نوجوان عاشق صادق کا گرویدہ سا ہوگیا، پہلے ہی دن جب میں مولوی مخلص صاحب حفظہ اللہ کے سجائے ہوئے اس گلشن میں پہنچا، ساتھیوں سے کچھ گفتگو کے بعد یہ نوجوان کچھ زیادہ ہی باتوں میں دلچسپی لینے لگا، اور میری آمد کو اپنے لئے اور پورے گلشن کیلئے ایک نعمت گرداننے لگا، ہر روز تعلیمات کے بعد مفید مشوروں سے نوازتا، مرکز کے ماحول اور ساتھیوں کے دین ودنیا کی بہتری کے حوالے سے بہت زیادہ متفکر رہتا، مجھے ان کے مشوروں سے کافی حوصلہ ملتا جس کی برکت سے میں خوب تن دہی سے کام میں منہمک ہوجاتا دن گزرتے گئے ساتھیوں سے دوری ختم ہوتی گئی چند دن میں ہی ساتھیوں سے گھل مل گیا، ایک دن امیر صاحب آئے، ساتھیوں کو اعتکاف کیلئے الگ کیا جس میں مولوی طلحہ شہید سر فہرست تھے، اعتکاف کیلئے انتظام ہوگیا، ساتھ میں تعلیمات کا سلسلہ بھی چلتا رہا، جبکہ زیادہ وقت تلاوت اور دعاؤں میں گزرنے لگا، اسی اثناء میں جب کسی کام سے مجھے بازار کی طرف جانا ہوتا تو ساتھیوں میں سب سے پہلے مولوی طلحہ شہید آڑے آجاتے... نہیں جاؤ مولوی صاحب! کیا کروگے بازار جاکر یہاں ہمارے پاس ہی رہو، مگر کام کی نوعیت جب بتا دیتا تو راضی ہوجاتے۔

ان کے الگ کرنے کے تین دن بعد جب میں بازار کی طرف کسی کام سے جانے لگا تو ہمارے ایک بہترین منتظم فدائی ساتھی ابوہریرہ سامنے آگئے، کہنے لگے: مولوی صاحب کہاں جا رہے ہو وہ بندہ اب نہیں رہا

جوآپ کوروکتا تھا،مجھے مولوی طلحہ شہیدکی جدائی کا شدت سے احساس تھا کیونکہ اب وہ بندہ جو مرکز کے نظم ونسق کیلئے جانا جاتا تھا اپنے ابدی سفرکی تیاری میں مصروف تھا

اس کے پاس اب ہمیں مشورے دینے کاوقت نہیں بچاتھا کیونکہ وہ اب چند دنوں میں حوروں کا مہمان بننے والا تھا، اس کے چہرے پر سجی مسکراہٹ کسی اورجہان کے مہمان بننے کی تھی، میں جب حسرت بھری نگاہ اس کی تازگی لئے چہرے پر ڈالتا توقرون اولیٰ کے کسی باکردار اورزیرک مجاہدکی شبیہ دیکھتا، اسکے ایمان وایقان سے بھری پیشانی پر کھلتا نوراپنی کرنیں بکھیرتا ہوا انتظارگاہ میں ساتھیوں کی محفل کاچراغ گردانا جاتا۔

دوران اعتکاف ذکروشغل نے رنگ جمانا شروع کردیا، ساتھی اللہ تعالیٰ کی طرف خوب متوجہ ہوئے، دعاؤں میں وہ کیفیت ہوتی کہ بندہ سمجھتا کہ عرش عظیم کے مالک سے براہ راست محو گفتگو ہوں، عشاق کی آہیں ہوا کے سینے کوچیرتی ہوئی سیدھی رب عظیم کے حضور پہنچنے لگیں، اجتماعی اورانفرادی دعاؤں میں وہ گریہ آہ وزاری ہوتی کہ کیفیت اس حد کوپہنچ جاتی جس طرح ایک ڈوبنے والا شخص خود کوڈوبنے سے بچانے کیلئے کرتا ہے رب کے حضور بطورمہمان جانے والے ساتھیوں کے چہرے چمکنے لگے حالانکہ ابھی تک انتخاب کا مرحلہ نہیں پہنچا تھا

میں باربار ساتھیوں کودعاؤں کی تلقین کرتا، کیونکہ مالی مشکلات زیادہ ہونے کی وجہ سے ہی ان کا ابھی تک انتخاب کا مرحلہ نہیں پہنچا تھا، عشاء کی نماز کے بعد جب اجتماعی دعا ہوتی تواس میں بھی تمام ساتھی خوب گڑگڑا کر دعا مانگتے اوررب کے حضوریہی درخواست پیش کرتے کہ الٰہی" ہمارے لئے تمام مراحل آسان فرما، مالی مشکلات کی وجہ سے جوکام رکے ہوئے ہیں ان کواپنے منطقی انجام تک پہنچا۔

مغرب کی نماز کے بعد میں حسب معمول اپنے کمرے میں آیا جہاں کھانے کا دسترخوان لگا ہوا تھا، کھانے سے فراغت کے بعد میں مطالعے میں مشغول ہوگیا، ایک ساتھی طشت میں انگور کے چند خوشے لیکر آیا، میں مطالعے میں مستغرق اس جنتی پھل سے بھی لطف اندوزہوتا رہا، اسی اثناء میں کمرے کا دروازہ کھلا اور مولوی طلحہ شہید سلام کرکے داخل ہوئے، کھالو بھائی! میں نے انگور آگے کئے، مولوی صاحب آپ کوپتہ نہیں ہے ہمیں توعملیات کیلئے الگ کیا جارہا ہے، مولوی طلحہ شہید نے خوشی خوشی مطلع کیا، جب میں نے کتاب بندکی کچھ دیر تک مبہوت سا ہوکررہ گیا، دل میں سوچنے لگا کہ صرف کچھ دنوں کا ساتھ اب چند دنوں بعد ہمیشہ کے فراق میں بدلنے والا ہے لیکن ہم یہاں انتظار بھی تو اسی موت کی کررہے تھے جس کو ہم نے اپنے رحیم وکریم رب سے پہروں روتے ہوئے مانگا تھا

آج ہمارے بھائی مولوی طلحہ شہید کی وہی دیرینہ آرزوپوری ہورہی تھی جس کا اس نے اپنے رب سے وعدہ کررکھا تھا، میں کچھ دیر تک بیٹھا رہا جبکہ باہر سے ساتھیوں کے رونے کی آوازیں آرہی تھیں میں بھی کمرے سے باہر نکلا، لال ڈبل ڈور گاڑی میرے کمرے کے باہر کھڑی تھی جبکہ ساتھی مسجد سے متصل بڑے والے خیمے کے سامنے لقائے ربی کوجانے والے ساتھیوں کوآہوں اور سسکیوں کے ساتھ رخصت کررہے تھے قطار درقطار کھڑے استشہادی مجاہدین اپنے پھول جیسے ساتھیوں کوآگ وخون میں تڑپنے کیلئے رخصت کررہے تھے، جبکہ میں زرہ دور کھڑا پرنم آنکھوں سے یہ منظر دیکھ رہا تھا، رخصتی میں وقت زیادہ صرف ہوا کیونکہ ہر ساتھی یہی چاہتا تھا کہ خوب چمٹ کرگلے مل لے، کیونکہ یہ آخری معانقہ اس کے بعد ہمیشہ کی جدائی ہے

ساتھیوں سے رخصتی لیکر مولوی طلحہ شہید میرے پاس آگئے، کیونکہ اس کے بعدان کوروانہ ہونا تھا چنانچہ باقی ساتھیوں کووہیں روکا جبکہ ہم بھی رخصت کرنے والوں کی لسٹ میں شامل ہوگئے، اللہ کا کرم کہ اس نے دل کا بھڑاس نکالنے کا بندوبست انسان کی آنکھوں کے راستے چند قطرے بہاکر کیا ہے، ہم بھی اپنے رب کے اس نعمت سے خوب لطف اندوز ہوئے اور دل ہلکا کرکے خود کوسنبھالا۔

لقائے ربی کوجانے والے ان مسافران راہِ عشق کے چمکتے

ہوئے چہرے ابھی سے بارگاہ ربی میں ان کی قبولیت کا پتہ دے رہے تھے، ۱۵افراد پر مشتمل عشاق کی یہ جماعت (جو بعد میں ۱۸تک جا پہنچی) جب گاڑی میں سوار ہونے کیلئے تیار ہوئی تو مجھے بھی سب سے باری باری آخری بار گلے ملنے کا موقع ملا، اس دوران سر فروشوں کی اس جماعت کے حوصلے اور استقامت کی تلقین کے ساتھ ساتھ امت کی ماؤں بہنوں کی وہ پھٹی ہوئی ردائیں بھی یاد دلائیں جو اسلام آباد کی سڑکوں پر تار تار ہوئیں، مظلوم عافیہ کی وہ آہیں بھی یاد دلائیں جو اس نے سوئی ہوئی امت کو جگانے کیلئے دوران قید کھینچی تھیں، گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے اس گنہگار کو ان قدسی نفوسوں سے شفاعت کا وعدہ لینا نہیں بھولا جو کہ شمع رسالت کے تمام پروانوں نے خوشی خوشی دے دیا، اور اپنے کھلتے ہوئے مسکراتے چہروں پر کسی لکھی ہوئی مقدس تحریر کی طرح ہمارے دل وجان پر یہ انمٹ نقوش چھوڑ گئے کہ مر کر بھی ہمارے خون سے خیانت نہیں کرنی... جس نظام کی خاطر ہم اپنی عزیز جانوں کے نذرانے پیش کر رہے ہیں اس کو ہر حال میں نافذ کرنا ہے... جس مظلوم امت کے کل کی خاطر ہم اپنا آج قربان کر رہے ہیں انکی داد رسی اور انکے زخموں پر مرہم رکھنا اب تمہاری زمداری ہے... اس بھاری بوجھ کو اپنے کندھوں سے اتار کر ہمارے ناتواں کندھوں کی طرف منتقل کر کے خود سوئے مقتل اس شان سے چلے کہ ان کے چمکتے ہوئے چہروں پر مسکراہٹ تھی، جبکہ ہمیں داغ مفارقت دیکر خود ابدی نیند سو گئے

ساتھیوں کی آہیں اور سسکیاں ابھی تک تھمی نہیں تھیں، ہر کوئی ایک کونے میں کھڑا اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں لئے سسکیاں بھر رہا تھا، میں نے خود کو سمبھالا، جا کر سب کو مسجد میں جمع ہونے کا کہا، میں ساتھیوں کو دلاسہ دینے کی بجائے خود بے قابو ہو گیا، دوران گفتگو میری آواز گلوگیر ہو گئی، وہ ساتھی جن کا رونا سسکیوں میں بدل چکا تھا دوبارہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے، ہماری مسجد سے آہ وفغاں کا ایک طوفان اٹھا جو ارض وسماء کے درمیانی خلا میں دھوئیں کے مانند تحلیل ہوا۔

فدائیان اسلام کے اس باغیچے سے پھولوں کی جدائی اگلے مرحلے میں داخل ہو چکی تھی، ساتھی رمایا اور سیکوبی کی مشقوں میں خود کو کھپا رہے تھے، اساتذہ خوب دلجمعی اور لگن کے ساتھ پروانوں کی تربیت میں لگے ہوئے تھے، تربیت گاہ کی طرف ہر کسی کو جانے کی اجازت نہیں تھی ہم بطور اساتذہ ان کی طرف جاتے چند گھنٹے گزار کر واپس آجاتے، اس دن جب میں نے اپنے پہلے انٹرویو کیلئے مولوی طلحہ شہید کو چنا، تو تقریبا شام کے تین بج رہے تھے، ساتھیوں سے ذرا دور لے جا کر حال احوال پوچھ بہت سے حالات اور واقعات ایسے تھے جن کو مولوی صاحب شہید ریاء اور نمود کی ڈر سے ظاہر نہ کر پائے، مگر اتنا معلوم ہو سکا کہ مولوی صاحب ایک دینی مدرسے کے طالب العلم تھے، مدرسے ہی سے شوق جہاد پیدا ہوا، درجہ سابعہ تک تعلیم حاصل کی اس کے بعد جہادی مشغولیت کی وجہ سے دورۂ حدیث پڑھنے کا موقع نہیں ملا، افغانستان اور پاکستان کے مختلف محاذوں پر داد شجاعت دیتے رہے، بلآخر فتح افغانستان سے پہلے ہی فدائی حملے کا شوق پیدا ہوا اور باقاعدہ امارت اسلامیہ کے فدائی ونگ میں داخلہ لے لیا، مگر فتح کے آنے سے بظاہر یہ آرزو پوری نہ ہو سکی، لیکن جب لکی مروت کے علاقے سے امیر المجاہدین جناب ٹیپو گل مروت نے تحریک طالبان پاکستان کی مبارک صف میں شامل ہونے کا اعلان کیا اسی کے ساتھ ہی مولوی طلحہ شہید بھی اس قافلے کا حصہ بنے، کئی دفعہ لکی مروت کی طرف تشکیلوں میں گئے اور باقاعدہ ایک کماندان کے طور پر ابھرے، امراء کے دلوں میں جگہ پیدا کی اور ساتھیوں کے ہر دلعزیز رہنما کے طور پر خدمت انجام دیتے رہے، مگر دل میں استشہاد کا شوق اسی طرح جوان تھا، جو اس کو بلآخر مولوی مخلص صاحب کے زیر سایہ استشہادی مرکز کی طرف لے آیا، عسکری تربیت کے بعد امراء کے حکم کے منتظر رہے بلآخر ستمبر کی ۲۸تاریخ کو یہ انتظار اپنے اگلے مرحلے میں داخل ہوا۔

رمایا کے دوران میں نے مولوی طلحہ شہید سے پوچھا کہ ماشاء اللہ آپ جوان آدمی ہیں آپ دیگر جہادی خدمات بھی انجام دے سکتے ہیں تو کیا وجہ بنی کہ آپ فدائی حملے کی طرف

آئے ؟ مولوی صاحب کہنے لگے کہ میں نے اپنے رب سے وعدہ کر رکھا تھا کہ میں آپ کے دین کی خاطر خود کو ٹکڑے ٹکڑے کرونگا آج میں اسی وعدہ کو نبھانے کیلئے خود کو فدائی حملے کیلئے پیش کر رہا ہوں ،اور جب میں پاکستانی فوج کے مظالم دیکھتا ہوں تو دل خون کے آنسو روتا ہے ،اسلامی نظام کی جگہ کفری جمہوری نظام کے رکھوالوں کو میں بتا دینا چاہتا ہوں ،کہ تمہارے ظلم کی اس سیاہ رات نے صبح ہونا ہے میں اپنے خون سے نار نمرود کے انگاروں کو بجھا دینا چاہتا ہوں ،مولوی صاحب کے الفاظ کو میں اپنے انداز میں الفاظ کا جامہ پہنا رہا ہوں ، کچھ دیر توقف کے بعد جب میں نے پوچھا کہ آپ امت کے نوجوانوں کو کیا پیغام دینا چاہتے ہیں ؟ تو کہنے لگے کہ ..

امت کے نوجوانوں کے نام میرا یہ پیغام ہے کہ بہت ہو چکا، اب غفلت کی نیند سے بیدار ہو جاؤ ،اکابرین کی قربانیوں کی لاج اب تم نے رکھنی ہے، اس ارض پاک کو اسلامی نظام کی نفاذ کے لیے آزاد کیا گیا تھا مگر انگریز کے فالتوؤں نے انہی کا نظام نافذ کر دیا ،ہم اپنے اکابرین کے نام لیوا ہیں ،انہی کے نقش قدم پر چل کر اس فرعون وقت کے اس داستان ظلم کو اب قصۂ پارینہ بنانا ہے ۔

بلآخر امت مسلمہ کے غم میں تڑپنے والا یہ نوجوان مجاہد ۴ نومبر ۲۰۲۳ء کو میانوالی کے فوجی ایئربس میں رات ۲ بجے داخل ہوا تقریبا ۱۰ تک جیٹ طیاروں اور ۳۰ تک پائیلٹوں کو ہلاک کر کے خود بھی اپنے ٦ ساتھیوں سے پہلے ہی اس وقت اپنے رب کے لقاء کی طرف کوچ کر گئے جب وہ تقریبا صبح ۸ بجے دشمن کے ایک ٹینک کو راکٹ کا نشانہ بنا چکے اس کے فورا بعد اس دار فانی سے دار جاویدانی کی طرف پرواز کر گئے ۔

مولوی طلحہ شہید شہداء کے اس قافلے میں شامل ہو گئے جس میں شامل ہونے کیلئے ہم اپنی زندگی کے شب و روز گن رہے ہیں ،اللہ تعالیٰ شہید کو جنت الفردوس میں اعلی مقام عطاء فرمائے ۔

ہمارا خوں بھی شامل ہے تزئین گلستاں میں
ہمیں بھی یاد کر لینا چمن میں جب بہار آئے

شہید یحییٰ سنوار رحمہ اللہ کی وصیت

عربی سے ترجمہ : ڈاکٹر محی الدین غازی



میں یحیی ہوں، پناہ گزین کا بیٹا، جس نے اجنبیت کو ایک عارضی وطن بنالیا اور خواب کو ایک ابدی معرکے میں بدل دیا ۔ میں یہ الفاظ لکھ رہا ہوں اور اس وقت میری زندگی کا ہر ایک لمحہ میری نگاہوں کے سامنے ہے ۔ گلیوں کے درمیان گزرنے والا بچپن، پھر جیل کے طویل سال، پھر خون کا ہر قطرہ جو اس زمین کی مٹی پر بہایا گیا ۔ میں خان یونس کے کیمپ میں سن ۱۹۶۲ء میں پیدا ہوا، یہ وہ زمانہ تھا جب فلسطین محض ایک یاد تھی جو تار تار کردی گئی تھی ۔ محض کچھ نقشے تھے جو سیاست دانوں کی میزوں پر فراموشی کی حالت میں پڑے تھے ۔ میں وہ شخص ہوں ،جس نے اپنی زندگی کو آگ اور راکھ کے بیچ گزارا ، اور بہت پہلے ہی یہ جان لیا کہ غاصبوں کے سائے میں زندگی گزارنے کا مطلب ایک ہمیشہ کی جیل میں رہنا ہے ۔ میں نے کمسنی کے دور میں ہی یہ جان لیا تھا کہ اس سرزمین پر زندگی گزارنا عام بات نہیں ہے، جو یہاں پیدا ہوگا اسے اپنے دل کے اندر ناقابلِ شکست ہتھیار اٹھانا ہوگا اور یہ سمجھنا ہوگا کہ آزادی کا راستہ لمبا ہے ۔

آپ کے نام میری وصیت یہاں سے شروع ہوتی ہے، اس لڑکے سے جس نے غاصب پر پہلا پتھر پھینکا اور جس نے یہ سیکھا کہ پتھر ہی وہ پہلے الفاظ ہیں جن کے ذریعے ہم اپنی بات اس دنیا کو سنا سکتے ہیں جو ہمارے زخموں کو دیکھ رہی اور خاموش کھڑی ہے ۔ میں نے غزہ کی سڑکوں پر یہ سیکھا کہ انسان کو اس کی عمر کے ماہ و سال سے نہیں ناپا جاتا بلکہ اس سے ناپا جاتا ہے کہ وہ اپنے وطن کے لئے کیا پیش کرتا ہے؟ میری زندگی اسی سے عبارت تھی، جیل اور جنگیں، تکلیف و امید... میں نے سب سے پہلے ۱۹۸۸ء میں جیل میں قدم رکھا، اور مجھے ۶ عمر قید کی سزائیں سنائی گئیں لیکن میں نے ڈر کو قریب پھٹکنے نہیں دیا، ان تاریک کوٹھریوں کے اندر میں ہر دیوار میں کھڑکی دیکھتا تھا، جس سے دور کا افق دکھائی دیتا تھا، ہر سلاخ میں سے روشنی پھوٹتے دیکھتا تھا جو آزادی کا راستہ روشن کرتی تھی ۔ جیل میں رہتے ہوئے میں نے سیکھا کہ صبر محض ایک اخلاقی خوبی نہیں ہے بلکہ وہ ایک ہتھیار ہے ۔ کڑوا ہتھیار جیسے کوئی سمندر کو قطرہ قطرہ کرکے پی لے ۔

میری تمہارے لئے وصیت ہے کہ جیلوں سے خوف نہ کھاؤ، جیل تو آزادی کی منزل تک لے جانے والی ہماری طویل راہ کا ایک ٹکڑا ہے ۔

جیل نے مجھے سکھایا کہ آزادی محض ایک حق نہیں ہے کہ جو چھین لیا گیا وہ تو ایک آئیڈیا ہے جو تکلیف کی کوکھ سے جنم لیتا ہے اور صبر سے اس کی دھار تیز کی جاتی ہے ۔

جب سن ۲۰۱۱ میں احرار کی وفاداری نامی سودے کے تحت میں جیل سے نکلا تو پہلے جیسا نہیں رہا تھا، جب میں نکلا تو میری شخصیت مضبوط ہوچکی تھی اور اس بات پر میرا یقین بڑھ چکا تھا کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں وہ وقتی کشمکش نہیں ہے بلکہ یہ ہماری قسمت ہے جس کی لاج ہم اپنے خون کے آخری قطرے تک اٹھاتے رہے گے ۔

میری وصیت ہے کہ بندوق کو مضبوطی سے تھامے رکھو، اس عظمت کے ساتھ جس پر کوئی سودا نہیں ہو اور اس خواب کے ساتھ جو کبھی موت کا منہ نہ دیکھے ۔ دشمن چاہتا ہے کہ ہم مزاحمت سے دستبردار ہوجائیں اور اپنے قضیہ کو کبھی ختم نہ ہونے والے مذاکرات کے حوالے کردیں ۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں جو

تمہارا حق ہے اس پر مذاکرات نہ کرنا وہ تمہارے ہتھیاروں سے زیادہ تمہاری استقامت سے خائف ہیں ۔ مزاحمت محض ہتھیار نہیں ہے جو ہم اٹھائے ہوئے ہیں، مزاحمت تو فلسطین کے لئے ہماری محبت ہے، جو ہماری ہر سانس کے ساتھ تازہ ہوتی ہے ۔ مزاحمت تو ہمارا وہ ارادہ ہے کہ حصار و ظلم کے باوجود ہمیں باقی رہنا ہے ۔

میری وصیت ہے کہ تم سدا شہیدوں کے خون کے لیے وفادار رہنا، وہ گزر گئے اور ہمارے لئے کانٹوں بھری راہ چھوڑ گئے ۔ انہوں نے اپنے لہو سے ہمارے لئے آزادی کا راستہ ہموار کر دیا ۔ سیادت دانوں کے مفادات کی خاطر اور ڈپلومیسی کے کھیلوں میں آکر ان قربانیوں کو رائیگاں نہ جانے دو۔ ہمارا کام یہ ہے کہ اگلوں نے جو آغاز کیا ہے، اسے تکمیل تک پہنچائیں اور اس راہ سے ذرا نہ ہٹیں، چاہے اس کے لئے کتنی ہی بھاری قیمت ادا کرنی پڑے ۔ غزہ استقامت کا مرکز اور فلسطین کا سدا دھڑکتا دل پہلے بھی تھا اور آئندہ بھی رہے گا ۔ چاہے یہ وسیع و عریض سرزمین ہمارے لئے کتنی ہی تنگ ہو جائے ۔

جب میں نے سن ۲۰۱۷ء میں غزہ میں حماس کی قیادت سنبھالی تو وہ محض قیادت کی تبدیلی نہیں تھی بلکہ مزاحمت کا تسلسل تھا جو پتھر سے شروع ہوئی تھی اور بندوق سے جاری رہی ۔ حصار میں گھری میری قوم کا درد مجھے روز بے چین کرتا تھا ۔ میں جانتا تھا کہ آزادی کی طرف اٹھنے والا ہمارا ہر قدم قیمت چاہتا ہے لیکن میں تم سے کہے دیتا ہوں ہار مان لینے کی قیمت اس سے بہت بڑی ہوگی ۔ اس لئے اس زمین سے چمٹے رہو جس طرح جڑیں مٹی سے جڑی رہتی ہیں جو قوم زندہ رہنے کا فیصلہ کر لیتی ہے اسے آندھی اکھاڑ نہیں پاتی ۔

طوفان الاقصی کے معرکے کے دوران میں کسی جماعت یا تحریک کا قائد نہیں تھا، میں تو ہر اس فلسطینی کی آواز تھا جو آزادی کا خواب اپنے دل میں سجائے ہے، میرے ایمان نے مجھے یہ راہ دکھائی ہے کہ مزاحمت محض ایک اختیاری راستہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک فریضہ ہے ۔ میں نے چاہا کہ یہ معرکہ فلسطینی کشمکش کی کتاب میں ایک نیا ورق بن جائے ۔ تمام مزاحمتی گروپ یک جان ہو جائیں سب ایک خندق کے رفیق بن جائیں اور اس دشمن کا سامنا کریں جس نے کبھی بچے اور بوڑھے کا یا پتھر اور پیڑ کا فرق روا نہیں رکھا، میں نے کوئی ذاتی ورثہ نہیں چھوڑا بلکہ اجتماعی وراثت چھوڑ رہا ہوں ۔ ہر اس فلسطینی کے لئے جس نے آزادی کا خواب دیکھا، ہر اس ماں کے لئے جس نے اپنے شہید بچے کو اپنے کندھے پر اٹھایا، ہر اس باپ کے لئے جس نے اپنی بچی کو مکار دشمن کی گولی کھا کر تڑپتے دیکھا اور غم کی شدت سے رو پڑا ۔

میری آخری وصیت ہے کہ ہمیشہ یاد رکھنا کہ مزاحمت فضول کام نہیں، یہ محض ایک گولی نہیں ہے جو چلا دی جائے گی بلکہ یہ تو ایک زندگی ہے جس عزت و عظمت کے ساتھ ہم جی رہے ہیں ۔ جیل و حصار نے مجھے سکھایا ہے کہ یہ معرکہ طویل ہے، راستہ دشوار ہے، لیکن میں نے یہ بھی سیکھا کہ جو قومیں ہار مان لینے سے انکار کر دیتی ہیں وہ اپنے ہاتھوں سے معجزے تخلیق کرتی ہیں ۔ دنیا سے توقع مت رکھنا کہ وہ تمہارے ساتھ انصاف کرے گی، میں نے اپنی زندگی میں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ دنیا کس طرح ہمارے الم کو خاموش دیکھتی رہی، انصاف کا انتظار مت کرو بلکہ تم خود انصاف بن جاؤ اپنے دلوں میں فلسطین کا خواب سجا کے رکھو، ہر زخم کو ہتھیار بنا دو، اور ہر آنسو کو امید کے چشمے میں بدل لو۔

یہ میری وصیت ہے، اپنے ہتھیار حوالے مت کرنا، پتھر نہ ڈالنا، اپنے شہیدوں کو بھول نہ جانا اور اس خواب پر کوئی سودا نہ کرنا جو تمہارا حق ہے ۔ ہم یہاں باقی رہیں گے، اپنی سرزمین میں، اپنے دلوں میں، اور اپنے بچوں کے مستقبل میں ۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ فلسطیں کا خیال رکھنا، اس زمین کا جس سے میں نے موت کی حد تک عشق کیا ہے ۔ اس خواب کا جس کو میں اپنے کندھوں پر اٹھائے رہا، اس پہاڑ کی طرح جو جھکتا نہیں، اگر میں گر جاؤ تو تم لوگ میرے ساتھ مت گر جانا بلکہ میرے ہاتھ سے پرچم اٹھا لینا، جو کسی دن زمین پر نہیں رہا۔ بلکہ میرے خون سے ایک پل تعمیر کرنا جو اس طاقتور نسل کی راہ گزر بنے، جو ہماری راکھ سے پیدا ہوگی ۔ جب طوفان دوبارہ برپا ہو اور میں تمہارے درمیاں نہ رہوں تو سمجھ لینا کہ میں آزادی کی موجوں کا پہلا قطرہ تھا اور میں اس لئے زندہ رہا تاکہ تمہیں سفر کی تکمیل کرتے دیکھوں ۔

ان کے حلق کا کانٹا بنے رہو، ایسا طوفان بنو جو پلٹنا نہیں جانتا اور اس وقت تک پر سکون نہ ہوں جب تک دنیا یہ نہ جان لے کہ ہم حق والے ہیں، ہم خبروں میں درج کی جانے والی گنتیاں نہیں ہیں ۔

بے غیرتی کی داستان

عمر دیبلی

تین نوجوان ایک جگہ کھڑے تھے، ان میں سے دو نے آپس میں شرط لگائی کہ ہم میں سے سب سے بڑا بے غیرت کون ہے؟ سامنے درخت کی چھاؤں میں ایک بڑھیا لاٹھی کے سہارے کھڑی تھی، ان میں سے ایک نوجوان اٹھتا ہے اور بڑھیا کے پاس جاکر اس کو زور سے دو تین تھپڑ مارتا ہے اور زور سے دھکا دے کر اس کو زمین پر گرا دیتا ہے، پھر پلٹ کر اپنے ساتھیوں کے پاس آکر کہتا ہے:

"دیکھا! میں کتنا بڑا بے غیرت ہوں"۔

اتنے میں دوسرا نوجوان اٹھتا ہے اور اس زمین پر گری ہوئی بڑھیا کے پاس جاکر اس کو سر اور پیٹ میں لاتیں مارتا ہے اور اسی کی لاٹھی سے اس کو زدوکوب کرتا ہے پھر وہ بھی پلٹ کر اپنے ساتھیوں کے پاس آکر کہتا ہے:

"تم کیا بے غیرت ہو؟!
مجھ سے بڑا بے غیرت ہو ہی نہیں سکتا"۔

اتنے میں تیسرا کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ تم دونوں نے ابھی میری بے غیرتی تو دیکھی نہیں تو وہ دونوں حیرانی سے اس کو دیکھتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تم نے کیا بے غیرتی کی ہے؟

تو وہ فخر سے کہتا ہے:

"جس بڑھیا کو تم لوگ مار رہے ہو، وہ میری ماں ہے"۔

گزشتہ کافی عرصے سے دنیا کے ان خطوں میں جہاں مسلمان بستے ہیں چاہے، نام نہاد ہی سہی لیکن ان کی حالت زار بھی کچھ اسی مثال کی مانند ہے جو اوپر بتائی گئی ہے۔

نام نہاد مسلم ممالک کے حکمرانوں کی بے غیرتی کی مثالیں ان نوجوانوں کی بے غیرتی سے بڑی ہے، آج کل کے دور میں کچھ ایسا ہی ہے کہ امریکہ سب سے بڑا بے غیرت ہے، اسرائیل کہتا ہے کہ میں اس سے بھی بڑا بے غیرت ہوں اور آخر میں تیسرے نمبر پر نام و نہاد مسلم ممالک کے حکمران اور ان کی کرائے کی قاتل فوج اٹھ کر کہتی ہے کہ

"میں تم دونوں سے بڑا بے غیرت ہوں"۔

بات ان بے غیرتوں کی بھی ٹھیک ہے کیونکہ

. اگر عرب ریاستیں الگ الگ نہ ہوتیں یا اپنی اپنی ریاستوں کا سودا نہیں کرتی تو خلافت عثمانیہ نہیں ٹوٹتی

. سید احمد شہیدؒ کی تحریک میں اگر مقامی لوگوں کی خیانت نہ ہوتی اور مجاہدین کے قتل عام کے بدلے ڈھیروں جاگیر اور مراعات نہ لیتیں تو ان کی تحریک شکست کی طرف نہ جاتی

. پاکستان کے حکمران اور فوجی قیادت اگر ۲۴ سال پہلے ایک فون کال پر ڈھیر نہ ہوتی، امریکہ کی فرنٹ لائن اتحادی نہ بنتی اور ائیر بیس نہ دیتی تو نہ امارت کا سقوط ہوتا نہ اتنے مسلمان شہید ہوتے۔

. پاکستان کی ایجنسیاں اگر عافیہ صدیقی (فک اللہ اسرہا) کو گرفتار کر کے امریکہ کے حوالے نہیں کرتی تو ایک پاکباز بہن کی عزت و حرمت یوں پامال نہ ہوتی

. اگر پاکستان کی حکومت و ایجنسیاں ریمنڈ ڈیوس کو باحفاظت امریکہ کے حوالے نہیں کرتے

. اگر یہ حکمران و فوجی طبقہ آسیہ ملعونہ (گستاخ) کو باحفاظت دوسرے ملک کے حوالے نہیں کرتے

. اگر یہ لال مسجد اور جامعہ حفصہ میں آپریشن نہیں کرتے

. اگر یہ قبائل میں کئی سالوں سے آپریشنز لانچ نہیں کرتے

الغرض نام نہاد مسلم ملکوں میں پاکستان کے حکمرانوں کی بے غیرتی کی اپنی ہی ایک الگ تاریخ ہے۔

یہ نوجوانوں کا قصہ سنانا اور حکمرانوں و فوج کا کردار نمایاں کرنے کا مقصد مسلمانوں بالخصوص پاکستان

کے مسلمانوں کو یہ بتانا ہے کہ خدارا...!!!
اصلی دشمن کو پہچانیے۔ غور کیجیے کہ دنیا میں کیا کیا حالات رونما ہورہے ہیں؟ کس طرح پاکستان کے حکمرانوں اوراس کی کرائے کی قاتل فوج نے اپنے ہی مسلمانوں کے خون کے ساتھ کس طرح لاشوں کی سیاست کی ہے چاہے وہ بلوچستان کے لوگ ہوں یا بنگال کے، ایک ہی تصویر کے دورخ ہیں۔ کس طرح اس ظالم فوج نے دین سے مخلص مجاہدین کو شہید کیا، پابند سلاسل کیا، ٹارچر سیلوں میں شدید تشدد کا نشانہ بنایا۔ بہت سے خاندان آج بھی اپنے پیاروں کی تلاش میں دربدر ہیں۔ پاکستان کے خفیہ عقوبت خانے بھرے ہوئے ہیں ایسے علمائے حق و دین سے مخلص مسلمانوں سے جن کی صرف ایک غلطی ہے کہ وہ پاکستان میں شریعت چاہتے ہیں اور پاکستان کے بے غیرت حکمران و فوج یہ نہیں چاہتی۔ اور جس طرح عرب ریاستوں نے فلسطین کو چھوڑا ان سے منہ موڑے بیٹھے ہیں، بالکل اسی طرح آپ لوگ بھی وہی غلطی نہ کر بیٹھیں۔

اگر پاکستان کے مسلمان اس کفری نظام کے خلاف اس امریکہ کی آلہ کار فوج کے خلاف نہیں اٹھیں گے اور مجاہدین کی مدد و نصرت نہیں کریں گے تو وہ ان حالات کے لیے تیار ہوجائیں جو حالات شام اور فلسطین میں چل رہے ہیں، جو برما میں گزر رہے ہیں جو انڈیا میں مسلمانوں کے ساتھ ہو رہا ہے۔

یہ پاکستان کے لوگوں کی خوش قسمتی ہے کہ سالہا سال سے پاکستان کی زمین سے غیور مجاہدین نے دنیا کے ہر خطے میں دین کی نصرت کی ہے۔ حکمران اور فوج بے غیرت ہی سہی لیکن پاکستان کی عوام میں ابھی بھی غیرت مند لوگ زندہ ہیں۔ جہاد افغانستان میں ماؤں نے اپنے جگر کے ٹکڑوں کو افغان عوام کی نصرت کے لیے پیش کیا، بہت مال خرچ کیا، عورتوں نے اپنے زیورات مجاہدین کو دیئے۔

آج پاکستان میں تحریک طالبان پاکستان شریعت کے نفاذ کے لیے قولی و عملی کوشش میں مصروف ہے۔ آپ لوگوں سے درخواست ہے کہ اس تحریک کو مضبوط کیجئے اس کی مدد و نصرت کیجئے، اٹھ جائیے، دین کی نصرت کے لیے اس باطل نظام سے ٹکرانے والوں کی مدد کیجئے تاکہ تاریخ میں جو بے غیرتی مسلم حکمرانوں کے حصے میں آئی ہے وہ کچھ اپنی قربانیوں کے ذریعے سے دھوئی جا سکے اور مسلمانوں کی تاریخ میں غیرت کی ایک نئی داستان رقم کی جاسکے۔

خواتین کی خوشی اور لبرل آنٹیاں

ام محمد ہاشمی

چند روز قبل میں نے فیس بک پر ایک ویڈیو دیکھی جس میں ایک خاتون (شاید اس کا تعلق ڈراموں یا ماڈلنگ وغیرہ سے تھا) کو یہ کہتے سنا کہ "دیہاتی خواتین جو دعویٰ کرتی ہیں کہ وہ اپنی زندگی میں خوش ہیں اور ان کی خوشی ان کے شوہر، بچوں اور سسرال و والدین کی خوشی میں ہے، دراصل ان کو پتہ ہی نہیں ہے کہ خوشی ہے کیا؟ زندگی میں انجوائے کیسے کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔۔۔ آپ بھی لوگوں کو سنتے ہو گے کہ "ماڈرن" لوگ نیچرل اور حقیقی زندگی جینے والوں کو اس سے ملتے جلتے جملوں سے نوازتے رہتے ہیں

اس بات کا ایک الزامی جواب تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دو ٹکے لیکر جسم دکھانے اور ڈرامہ میں ایک آدھ سین لینے والی پاکستانی لڑکیاں کب سے لگژری اور انجوائے فل لائف کی باتیں کرنے لگیں؟ یقین کریں ان کی یہ ظاہری زندگی بھارتی اور امریکی اداکاراؤں اور ماڈلز کے مقابلے میں ۱۰٪ ہے اگر ایک امریکی ماڈل یہ بات کرے کہ ان غریب ماڈلز کی کیا زندگی ہے، زندگی تو ہم جی رہی ہیں تو کیا ان کی اس بات سے آپ اتفاق کریں گی؟ اگر ہاں، تو پھر تو آپ بھی دنیوی لحاظ سے ہیچ ہیں، آپ کو کیا حق کہ کسی کو لائف جینے کا طریقہ سکھائیں اور اگر نہیں، تو پھر آپ کی بات کیوں مانی جائے؟ کیونکہ جب آپ مانتی ہیں کہ اُن کے مقابلے میں آپ کی زندگی کچھ نہیں ہے اور آپ خود کو "خوش" تصور کرتی ہیں تو ویسے ہی گاؤں دیہات کی غریب و سادہ خاتون بھی اپنی زندگی میں خوش ہے

اب آتے ہیں اصل بات کی طرف کہ زندگی کا پیمانہ قطعا وہ نہیں جو آپ نے مقرر کر رکھا ہے یعنی...

پیسہ
شہرت
میک اپ والا جعلی حسن
ٹی وی شوز میں حاضری
ڈرامہ اور ماڈلنگ میں جسم کا دکھلاوا
وغیرہ۔۔۔

کس نے اس پیمانے کا تعین کیا اور کس نے لکھا کہ یہی زندگی ہے؟ آپ لوگوں کی یہ باتیں یقینا اس دوکاندار کی طرح ہیں جو اپنے پروڈکٹ کی تعریف میں باقی تمام پروڈکٹس کا بائیکاٹ کرانے کی کوشش کرتا ہے، لیکن وہ ایسا کر نہیں پاتا اور چیختے چلاتے آخرکار وہ دنیا سے گزر ہی جاتا ہے

اولا تو مسلمان خواتین کو انہی حدود میں رہنا چاہیۓ جن کا حکم اللہ رب العزت نے دیا ہے اس کا یہ مطلب قطعا نہیں ہے کہ وہ خوبصورتی نہ دکھائیں، خود پر خرچ نہ کریں، کمائیں نہ، پیار و محبت نہ کرے، ٹریول نہ کرے وغیرہ۔۔۔ یہ سب کریں مگر وہاں، جہاں انہیں اجازت ہے

خوبصورتی دکھائیں مگر اپنے شوہر کو، شادی و دیگر خوشی کی تقریبات میں بھی خوبصورت بنیں مگر پرائے مردوں کے سامنے نہ آئیں

خود پر خرچ کریں، رب کی نعمتوں کا اظہار کریں مگر شرعی حدود میں رہتے ہوئے

کمائیں، مگر حلال اور حلال طریقے سے

پیار و محبت کریں مگر اپنے شوہر، والدین، بہن بھائیوں اور بچوں سے اپنے اپنے مقام پر

ٹریول کریں، میکے جائے، باپردہ ہو کر محرم کے ساتھ سیر کو چلیں

یہاں مغرب زدہ خواتین کا مسئلہ یہ نہیں کہ شریعت ان اعمال کی اجازت نہیں دیتی، مسئلہ یہ ہے کہ شریعت نے مرد و خواتین کو خوش رہنے میں بھی حدود کیوں قائم کیے؟

دوسری اہم بات یہ ہے خوشی اور خصوصا خواتین کی خوشی کا معیار و مقیاس قطعا وہ نہیں ہے جو ٹی وی و دیگر ذرائع ابلاغ پر دکھانے کی

کوشش کی جاتی ہے، بلکہ یوں کہا جائے دنیا جہاں میں ہر غریب وامیر اور چھوٹا بڑا کہیں نہ کہیں خوش اور کہیں نہ کہیں غمگین ہے ہم نے کئی بار امیر ترین خواتین کی انٹرویوز میں سنا ہے کہ وہ کئی مسائل کو لیکر غمگین رہتی ہیں اور کئی غریب خواتین کو سنا ہے کہ وہ رب کے دیئے پر راضی اور خوش ہیں لہذا، آپ یہ معیار قائم نہ کریں کہ جس عورت کو بے پردگی اور فحاشی کی اجازت ہے وہ خوش ہے، زندگی جی رہی ہے اور غریب باپردہ عورت زندگی کو انجوائے نہیں کر پا رہی ہے یہاں یہ بات یاد رکھی جائے کہ طلاق اور ناچاقیوں کی شرح امیر گھرانوں میں زیادہ ہے اور اب تو ان امیرزادیوں کے ہاں بریک اپ کا غم بھی چل پڑا ہے

تیسری اہم اور حقیقت کے سب سے قریب بات یہ ہے خود دین محمدی پر عمل پیرا خواتین میں خوشی اور سکون کی شرح زیادہ ہے کیونکہ وہ نیچرل زندگی جی رہی ہوتی ہے
مثلاوہ شوہر اور بچوں کی محبت میں گرفتار ہوتی ہے اور یہ ایسی محبت ہے جو انسانیت کے ساتھ چلتی آرہی ہے اور موت تک قائم ودائم رہتی ہے انسان کسی بھی چیز سے محبت کرنا چھوڑ سکتی ہے مگر اپنے والدین، بچوں اور میاں بیوی کے درمیان کی محبت نہیں چھوڑ سکتی تو جو چیز قائم رہتی ہے وہی نیچرل اور حقیقت کے قریب ہوتی ہے

اس موضوع پر کافی کچھ لکھا جا سکتا ہے اور اس حوالے سے علماء کرام قرآن وحدیث سے بھی سمجھا سکتے ہیں، مگر یہاں چند چیزیں آپ کے سامنے رکھیں کہ آج کل سوشل میڈیا پر مغرب زدہ خواتین ہماری سادہ لوح دین پسند مسلمان بہنوں کو ایسی باتوں سے ورغلانے کی کوشش کرتی ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا لہذا خواتین اس حوالے سے چوکنی رہیں۔

ایک نظم رزمیہ پیچھے رہ جانے والوں
کے نام دعوت عمل کے ساتھ

دیکھ لے پاک کی سرزمیں دیکھ لے
خاک میں کفر کی ہے جبیں دیکھ لے

دیکھ مقتل میں ابطال حق دیکھ لے
سرخیِ خون رنگ شفق دیکھ لے
اہل باطل کا چہرہ ہے فق دیکھ لے
روئے مسلم پہ واضح چمک دیکھ لے
رنگ لایا شہیدوں کا خوں دیکھ لے
ہوگیا کفر کا سر نگوں دیکھ لے

دیکھ اسلام کے شاہزادوں کو دیکھ
دیکھ لے ان کا جزبہ ارادوں کو دیکھ
اہل باطل کے بھی ان پیادوں کو دیکھ
مردنی چھائی ہے کفر زادوں پہ دیکھ
ہم نے جانا ہے کابل سے بغداد تک
ہند کو روند کر ارض اجداد تک

دیکھ لے وارثان حرم آ گئے
اسلحہ تھام کر ہم قدم آ گئے
اور صداقت کا لیکر عَلم آ گئے
کفر کی گردنیں کرنے خم آ گئے
چاہتے ہو نفاذ شریعت اگر
بھر لو جذبات میں طرزِ برق شرر

لاکھ آئیں مقابل میں ابنائے شر
روک سکتے ہیں شیروں کو کب لمحہ بھر
جب ہوں میداں میں ابنائے خالد عمر
پھر عدو کو نہیں ملتی راہ مفر
نعرہ زن دیکھ کر ان کو میدان میں
بھاگ جاتا ہے دشمن بس اک آن میں

نوجواں تو ابھی خواب غفلت میں ہے
در حقیقت تو آغوش ظلمت میں ہے
تیری امت مصائب کی کلفت میں ہے
اور تو راحت و عیش و عشرت میں ہے
اب بھی ہے وقت کے زرم گاہوں میں آ
ٹکرا باطل سے حق کی پناہوں میں آ

آ کے میدان میں دیں کا دم ساز بن
یعنی کہ سورۂ فتح کا راز بن
بیکسوں اور اسیروں کی آواز بن
اعلی کردار بن حق کا شہباز بن
منتظر ہیں معسکر ترے نوجواں
ہم قدم ہونگے تیرے جہاں قدسیاں

دیکھ لے پاک کی سرزمیں دیکھ لے خاک
میں کفر کی ہے جبیں دیکھ لے

اسامہ احرار

غیر محرم

غیر محرم سے کب کیا کہا آپ نے
وہ لکھا جا چکا جو لکھا آپ نے

راہِ آقا کی روحانیت چھوڑ کر
راہِ شیطان کو کیوں چُنا آپ نے

سوچیے گا وفا ڈھونڈتے ڈھونڈتے
دین سے کرلیا ہے دغا آپ نے

نفس کی خواہشوں پر عمل کے سبب
خود کو دی اپنے ہاتھوں سزا آپ نے

خالقِ دل اگر پوچھ لے حشر میں
غیر محرم کو کیوں دل دیا آپ نے

عزم کر لیجیے اب نہ دہرائیے
آج سے پہلے جو کی خطا آپ نے



ہدہد الہ آبادی